معراج النبی ﷺ اور مستشرقین: منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپینسر کے افکار کا مطالعہ

Mi'rāj-un-Nabi and Orientalists: A Study of the Thoughts of Montgomery Watt and Robert Spencer

Tariq Aziz
PhD Scholar, Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha
prof.aziztariq@gmail.com

Dr. Muhammad Shahbaz Manj
Department Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

Abstract

The Night Journey and Ascension is one of the key miracles that happened during the life of Prophet Muhammad (ﷺ). The general story of this miracle involves many events whose details can be found in the Hadith literature. The usual Qur'ānic reference to this event is in Sura al-Isrā' and Sura Banī Isrā'īl along with other verses of Sura al-Najm and al-Takwīr. Like majority of the Orientalists, William Montgomery watt and Robert Spencer have actually denied this event that happened in the life of Prophet Muhammad (ﷺ) and have rejected the importance of Islamic Jerusalem in Islam. In this paper, an effort has been made to examine the arguments of both western scholars and to deduce the actual position about this miracle. In this research written with a descriptive and analytical approach, it is proved that according to Quran, sciences of Tafsîr,Hadith literature, history and logic ,the explicit concepts of both scholars about this miracle are baseless and have been rejected with the arguments given by the Majority of the Scholars and Muslim thinkers.

Key words: Watt, Spencer, Quran, Orientalists, Al-Mi'raj

تعارف

مغربی علماء کی اکثریت واقعہ معراج کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ فریڈرک سٹیفن کولبے (Fredrick Stephen Colby) کے مطابق انیسویں صدی کی ابتداء تک مذہبی شخصیات کے مختلف سفروں کا مطالعہ کرنے والے محققین محمد (ﷺ) کے سفر معراج سے بہت کم آگاہ تھے۔[1] لیکن پچھلی صدی میں کچھ مستشرقین کے کام کی وجہ سے مغربی اسکالر اس موضوع سے متعارف ہوئے۔ مغربی اسکالرز میں سے واقعہ معراج کا سب سے پہلے مطالعہ

کرنے والوں میں شرائیک(Schrieke)[2] اور ہارووٹز(Horowitz)[3] شامل ہیں۔ ان دونوں مصنفین نے مکہ سے آسمان تک کے سفر میں یروشلم کے سفر کا انکار کیا ہے۔ سام شمعون(Sam Shamoun، 1970-2015) سفر معراج پر اعتراضات کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بابل افواج نے یروشلم میں ٹیمپل 587 ق۔م میں تباہ کر دیا تھا۔ رومی افواج اور جنرل ٹائٹیس نے اس واقعہ سے پانچ صدیوں سے بھی قبل 70 عیسوی میں اسے مکمل گرا کر دیا تھا اور مسجد اقصی کا 491 عیسوی سے قبل کوئی وجود نہ تھا بلکہ اسے تو اموی خلیفہ عبد الملک نے تعمیر کیا۔[4] وہ مزید کہتا ہے کہ واقعہ معراج سے متعلقہ آیت ہی سورۃ بنی اسرائیل میں مسجد اقصی کی تعمیر کے بعد تحریر کی گئی۔

اس بات کی مزید حقیقت یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ میں رات کے اس طے شدہ سفر کے بارے میں کوئی ابتدائی حوالہ موجود نہیں ہے۔"[5] سام کے مطابق واقعہ معراج کو سچ ثابت کرنے کے لیے ہی مسلمانوں نے مسجد اقصی تعمیر کی۔ جب یہ تعمیر ہی بعد میں ہوئی تو اس میں آپ(ﷺ) نے نماز کیسے ادا کی؟۔[6] اس نے یہ اعتراض بھی کیا کہ محمد(ﷺ) کے واقعہ معراج کا کوئی گواہ نہیں اور نہ ہی کوئی قابل قبول ثبوت آپ نے پیش کیا ہے۔ کسی نے اس رات کے سفر کا مشاہدہ نہیں کیا جس کا محمد نے دعوی کیا ہے اور نہ ہی محمد نے یہ ثابت کرنے کے لئے کوئی ٹھوس ثبوت دکھایا کہ واقعتاً ایسا ہوا ہے۔[7] ایک اور جدید مستشرق ڈینئل پائیپس (Dunail Pipes، پیدائش 1949) سفر معراج پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "یروشلم کا مسلم تاریخ میں کوئی ذکر ہی نہیں اس لئے یہ وہ جگہ نہیں جہاں آپ(ﷺ) نے سفر معراج میں نماز ادا کی۔ اس لئے آپ ﷺ کی زندگی میں جسمانی معراج ہوئی ہی نہیں۔"[8]

سابقہ کام کا جائزہ

اس موضوع پر مستشرقین کی طرف سے لگائے گئے اعتراضات کو کئی فاضل مصنفین نے اپنی تحقیقی تالیفات میں رد کیا ہے۔ جہاں تک Companion to the Quran(منٹگمری واٹ) اور Blogging the Quran(رابرٹ سپنسر) میں پیش آمدہ اس موضوع پر آرا کا تعلق ہے تو ابھی تک کسی تحقیقی مضمون یا مقالے میں اس پر کام نہیں ہوا ہے۔ ڈاکٹر عبد الروف ظفر کا مضمون "معراج النبیؐ پر کیے گئے اعتراضات کا علمی جائزہ" ماہنامہ محدث میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے مستشرقین کی آراء کا تجزیہ اور رد پیش کیا ہے۔ مزید بر آں "اسراء و معراج: روحانی و جسمانی؟" کے موضوع پر سید فضل الرحمن نے مستشرقین کی آراء کا تجزیہ اپنے مضمون میں کیا ہے۔ عبد الجبار اور غلام محمد جعفر کا مضمون "حضرت محمد ﷺ کے معجزۂ معراج اور اسراء کے متعلق سر سید احمد خان کا تصور۔ "مجلہ

راحت القلوب میں شائع ہوا ہے۔ لیکن دونوں مستشرقین کی معجزہ معراج پر آراء کا تحقیقی جائزہ اس لحاظ سے ایک نیا اور منفرد تحقیقی کام ہو گا۔

منہج تحقیق

اس بیانیہ تحقیق میں مواد کا انتخاب، تجزیہ اور تقابل کیا گیا ہے۔ زیر تحقیق موضوع پر دونوں تفاسیر میں مشترک اور غیر مشترک پہلوؤں کا جائزہ لینے کے لیے بیانیہ اور تقابلی طریقہ کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس موضوع کے لیے بنیادی مواد اور نمونہ تحقیق منٹگمری واٹ اور رابرٹ اسپنسر کی قرآن کمنٹریز ہیں۔ تحقیق کے مقصد کے لیے دونوں انگریزی قرآن کمنٹری کا مکمل جائزہ لیا گیا ہے۔ اور موضوع سے متعلق مباحث کے بارے دونوں اسکالرز کی آراء کا تنقیدی و تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

Companion to the Quran (منٹگمری واٹ)[9] اور Blogging the Quran (رابرٹ سپنسر)[10] کی معراج النبی ﷺ پر آراء

آپ ﷺ کے سفر معراج پر منٹگمری واٹ ان آراء کا اظہار کرتا ہے:

> "This presumably describes a vivid dream or other mystical experience of Muhammad, though Muslim Scholars have used usually regarded it as a physical experience; traditionally, after reaching the Furthest Mosque Muhammad was carried up into the seven heavens, and there are elaborate descriptions of this 'ascension' traditionally identified with the mosque in the temple area at Jerusalem, near the Dome of The Rock.....it is not impossible that 'the furthest' Mosque

was originally understood as some shrine nearer Mecca."[11]

یہ غالباً ایک واضح خواب یا محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کے دوسرے صوفیانہ تجربے کو بیان کرتا ہے، حالانکہ مسلم اسکالرز نے اسے عام طور پر جسمانی تجربہ کے طور پر سمجھا ہے۔ روایتی طور پر دور ترین مسجد تک پہنچنے کے بعد محمد کو سات آسمانوں تک پہنچایا گیا، اور اس 'عروج' کی تفصیل سے روایتی طور پر یروشلم میں واقع مندر کے گنبد کے قریب واقع مسجد کے ساتھ شناخت کی گئی ہے..... یہ ناممکن نہیں ہے کہ 'بعید ترین' مسجد کو اصل میں کچھ نزدیک مکہ کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔

ولیم منٹگمری واٹ واقعہ معراج کے بارے میں لکھتے ہیں:

"This presumably describes a vivid dream or other mystical experience of Muhammad, though Muslim scholars have usually regarded it as physical experience; traditionally, after reaching the Furthest Mosque Muhammad was carried up into the seven heavens, and there are elaborate descriptions of this 'ascension'."[12]

یہ غالباً ایک واضح خواب یا محمد کے دوسرے صوفیانہ تجربے کو بیان کرتا ہے، حالانکہ مسلم اسکالرز نے عام طور پر اس کو جسمانی تجربہ قرار دیا ہے۔ روایتی طور پر، مسجد تک پہنچنے کے بعد محمد کو سات آسمانوں میں لے جایا گیا، اور اس 'معراج' کی وسیع تفصیل موجود ہے۔

رابرٹ سپنسر سفر معراج کے بارے میں لکھتے ہیں:

"There was no mosque in Jerusalem at this time, so the "farthest" mosque probably wasn't really the one that

now bears that name in Jerusalem, but Islamic tradition is firm that this mosque is in Jerusalem. Muhammad's vision of this journey was as dramatic as his initial encounter with Gabriel. Later Muhammad seems to have retreated from the claim that this was a bodily journey."[13]

اس وقت یروشلم میں کوئی مسجد نہیں تھی، لہذا شاید "بعید ترین "مسجد اب واقعی وہ نہیں تھی جو اب یہ نام یروشلم میں حاصل کرتی ہے، لیکن اسلامی روایت ہے کہ یہ مسجد یروشلم میں ہے۔ محمد (ﷺ) کا اس سفر کا تصور ایسا ہی ڈرامائی تھا جیسا جبرئیل کے ساتھ اس کا ابتدائی سامنا ڈرامائی تھا۔ بعد میں محمد (ﷺ) اس دعوے سے پیچھے ہٹ گئے کہ یہ ایک جسمانی سفر تھا۔

اعتراضات کا تحقیقی، تنقیدی اور تقابلی جائزہ

اللہ پاک نے انبیائے کرام کو بہت سے معجزات سے نوازا۔ ان معجزات میں اہم ترین بارگاہ ربانی میں ہم کلامی اور ملاقات ہے۔ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کو یہ اعزاز اسراء اور آسمانی معراج کی صورت میں حاصل ہوا۔ یہ معجزہ اسراء و معراج مشہور اقوال کے مطابق ہجرت سے ایک سال سات ماہ قبل 27 رجب المرجب کو پیش آیا۔ علامہ زرقانی کے بقول یہ واقعہ پینتالیس صحابہ کرام سے مروی ہے۔[14] صحیح اور مستند روایات کے مطابق اور جمہور علماء کی رائے کے موافق معراج کا واقعہ ایک مرتبہ ہی پیش آیا۔ واقعہ معراج کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:" یہ بہت بعید از قیاس بات ہے سلف میں سے کسی نے یہ نقل نہیں کیا اگر واقعہ معراج کئی دفعہ پیش آتا تو آنحضرتؐ اپنی امت کو بتاتے، لوگ بھی اس کو کئی بار نقل کرتے۔"[15] شب معراج کے واقعات نے کفار مکہ کو حیرت زدہ کر دیا۔ وہ کسی صورت یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے کہ اتنا لمبا سفر صرف ایک رات بلکہ رات کے ایک حصے میں طے کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے آپ ﷺ سے بیت المقدس اور اسکے در و دیوار کے بارے میں سوالات کرنے شروع

کر دیئے۔ آپ ﷺ نے کفار مکہ کے سوالات کے جوابات ٹھیک ٹھیک بیان فرما دیئے مگر پھر بھی وہ اس معجزہ کو جھٹلانے پر مصر رہے۔ سفر بیت المقدس اور شب معراج نے مسلمانوں کے ایمان و اعتقاد میں زبردست اضافہ کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے سنتے ہی واقعات کی صداقت پر مہر ثبت فرما کر صدیق لقب پایا۔[16]

اس سفر معراج کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسے "اسرا" کہا جاتا ہے۔ دوسرا حصہ بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ اور ماوراء تک ہے۔ اسے "معراج" کہا جاتا ہے۔ "اسرائ" کا تذکرہ سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ"۔[17] پاک وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ بابرکت بنادیا ہے ہم نے اسکے گردونواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ بیشک وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کے عظیم الشان معجزہ کو بیان کیا گیا ہے۔ مستشرقین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ پورے قرآن میں صرف ایک مقام ہے جہاں اس واقعے کا ذکر ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سورۃ النجم کی ابتدائی آیات میں اس بابرکت سفر کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ج ۹ فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی۔[18] یہاں تک کہ صرف کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس وحی کی اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی۔

سورہ النجم کی ابتدائی آیات جن سے مستشرقین کا یہ دعویٰ تو جھوٹا ہو گیا کہ واقعہ معراج کا تذکرہ صرف سورہ بنی اسرائیل میں ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی علماء نے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے کی کوشش ہی نہیں کی اگر سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے پہلے لفظ پر ہی غور کر لیا جائے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور تشکیک کا سارا غبار ختم ہو سکتا ہے۔ جو لوگ اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ اور عالمگیر رسالت محمد پر یقین رکھتے ہیں تو انکے لیے واقعہ معراج کی صداقت کیلیے اس سورہ النجم کے پہلے حرف کے بعد کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں

ہے۔ لیکن واٹ اور سپنسر جیسے وہ مستشرقین جو ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے واقعہ معراج کا رد کرتے ہیں اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ سائنسی لحاظ سے ایسا ممکن ہی نہیں کہ ایک بندہ راتوں رات مسجد حرام سے سفر کا آغاز کرے اور بیت المقدس پہنچے وہاں پر امامت انبیاءؑ کے بعد ساتوں آسمانوں کے پار سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے اور پھر وہاں سے خلوتوں کی منازل طے ہوں۔ جب جنت اور دوزخ کے مشاہدوں کے بعد واپس آئے تو بستر بھی مزید اسی طرح گرم ہو اور کنڈی بھی ہل رہی ہو۔

دونوں مستشرقین کے اعتراض میں عرض ہے کہ اس مختصر وقت میں اتنی عظیم مسافتیں طے کرنے کا دعویٰ نبی کریم ﷺ نے خود کیا کہ میں اپنی طاقت اور کمال سے راتوں رات اتنی مسافتیں طے کر گیا یا پھر کائنات کے خالق اللہ نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنے محمد مصطفی ﷺ کو یہ اعزاز و اعجاز عطا فرمایا اور یقینا اللہ رب العزت کا ہی یہ دعوی ہے کہ جو رب اللعالمین ایک قطرے سے انسان کو وجود عطا فرما سکتا ہے۔ جو اللہ ایک خول کے اندر جھلی کے درمیان سیال مواد سے زندگی کا وجود عطا فرما سکتا ہے۔ اسکے لیے یہ چیز محال نہیں ہے کہ وہ راتوں رات اپنے عبد کامل کو ساتوں آسمانوں کے پار سیر کرا کے واپس لے آئے۔ دیگر مغربی مفکرین سے دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ دلائل کیساتھ ہمیں فقط اتنا ثابت کر دیں کہ اس کائنات میں روشنی کی رفتار سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے اور یقینا نہیں کر سکتے تو پھر تمھیں ماننا پڑے گا کہ وہی اللہ جس نے روشنی کو اتنی طاقت اور رفتار عطا فرمائی ہے اگر وہ چاہے تو روشنی کی رفتار سے کئی گنا زیادہ طاقت اور رفتار اپنے عبد خاص کو عطا فرما سکتا ہے۔ سب عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا۔ مختلف اناجیل کی آیات سے یہ ثابت ہے۔[19] اسی طرح اس مضمون کی ایک آیت انجیل "لوقا" میں بھی ہے۔[20] اگر حضرت مسیح علیہ السلام زمین سے آسمان کی ان بلندیوں تک پرواز فرما سکتے ہیں جہاں وہ خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ سکتے ہیں تو وہ ہستی اس سفر کو قلیل مدت میں طے نہیں کر سکتی۔ جس کے وجود کی بدولت جناب مسیح علیہ السلام کو مقام نبوت عطا کیا گیا۔

منٹگمری واٹ اور سپنسر نے واقعہ معراج پر اعتراض کا جہاں سے آغاز کیا ہے وہیں سے یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ محض ایک خواب کا واقعہ یا تصور تھا اور گویا مصنفین نے بلا تحقیق

وثبوت یہ قطعی حکم صادر فرمادیا کہ یہ محض ایک خواب ہی تھا اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔ دونوں مستشرقین کے اعتراض کی تردید حضرت ابن عباس کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ "اگر معراج عالم خواب کا واقعہ ہوتا تو کوئی اس سے فتنہ میں مبتلا نہ ہوتا اور کوئی اس کا انکار نہ کرتا کیونکہ کوئی شخص اگر خواب میں اپنے آپ کو دیکھے کہ وہ آسمانوں کو چیرتا ہوا اوپر جارہا ہے یہاں تک کہ وہ کرسی پر جا بیٹھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے گفتگو فرمائی ہے تو ایسے خواب کو کبھی بھی مستبعد اور خلاف عقل جان کر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔"[21]

مولانا سید انور شاہ کاشمیریؒ (1875-1933ء) اس بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ "حضور اکرم ﷺ دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور احسان سے آپ ﷺ کو اس دولت سرمدی سے نواز اور آپ ﷺ کی عزت افزائی فرمائی۔ پس حضور اکرم ﷺ نے اللہ کو دیکھا جسطرح امام احمدؒ نے فرمایا ہے۔ مگر یہ دیدار ایسا تھا جیسے حبیب اپنے حبیب کا دیدار کرتا ہے۔"[22] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (1551-1642ء) اس بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ "حضرت ابن عمرؓ نے اس مسئلے کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے رجوع کیا اور پوچھا کہ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ پس حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ ہاں حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا۔"[23] بعض ایسی روایات ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ معراج خواب کا واقعہ ہے۔ حافظ جلال سیوطی لکھتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہؓ بن ابی ابوسفیانؓ سے رسول اللہ ﷺ کے معراج کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہ یہ ایک سچا خواب تھا۔"[24] اس طرح پھر اسی صفحہ پر یہ حدیث نقل کرتے ہیں "کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم گم نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح کو سیر کرائی تھی۔"[25]

ان روایات کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ واقعہ معراج صرف ایک خواب کا واقعہ تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ عالم بیداری کا واقعہ تھا اور جسم اور روح دونوں کیساتھ آپ ﷺ کو معراج ہوا۔ اسی حوالے سے امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رقمطراز ہیں: "جس شخص نے یہ کہا کہ صرف آپ ﷺ کی روح کو معراج کرائی گئی اور یہ جسمانی

معراج نہیں تھی یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ واقعہ آپ ﷺ کی نبوت پر دلیل نہ ہوتا اور نہ ہی منکرین اسکی حقیقت کا انکار کرتے۔"[26]

اور محمد بن احمد مالکی قرطبی کچھ یوں رقمطراز ہیں: "اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا "بروح عبدہ" نہ کہ بعبدہ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مازاغ البصر وماطغیٰ"۔ سورۃ النجم کی یہ آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ بیداری کا واقعہ تھا نیز اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو اس میں اللہ کی کوئی نشانی یا معجزہ نہ ہوتا اور آپ ﷺ سے ام ہانی یہ نہ کہتی کہ آپ لوگوں سے یہ واقعہ بیان نہ کریں وہ آپ ﷺ کی تکذیب کریں گے اور نہ ابو بکرؓ کے تصدیق کرنے میں کوئی فضیلت ہوتی اور نہ قریش کے طعن و تشنیع اور تکذیب کی کوئی وجہ ہوتی۔ جب آپ ﷺ نے معراج کی خبر دی تو قریش نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور کئی مسلمان مرتد ہوگئے اور اگر یہ خواب ہوتا تو اسکا انکار نہ کیا جاتا اور نیند میں جو واقعہ ہو اس کے لیے "اسرا" نہیں کہا جاتا۔[27] اور سید محمود احمد آلوسی آفندی کی رائے اس بارے میں یہ ہے کہ "حضرت عائشہؓ نے جو فرمایا ہے کہ شب معراج آپ ﷺ کا جسم گم نہیں ہوا تھا اور آپ ﷺ کی روح کو سیر کرائی گئی تھی۔ حضرت عائشہؓ سے یہ روایت صحیح نقل نہیں کی گئی کیونکہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو اس وقت آپؓ کی عمر بہت چھوٹی تھی (تقریباً ساڑھے چار سال کی) اس وقت تک آپؓ آنجناب ﷺ کی زوجہ بھی نہیں تھی اور حضرت امیر معاویہؓ بن ابو سفیانؓ اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔"[28]

ان اعتراضات کے جواب کا خلاصہ علامہ یحییٰ بن شرف النووی کے ان الفاظ میں موجود ہے جو لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کے معراج کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ پوری معراج خواب میں ہوئی تھی لیکن اکثر بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کو جسمانی ہوئی اور تمام احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔"[29]

کثرت کیساتھ دلائل ذکر کرنے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ آنجناب ﷺ کا عظیم معجزہ "معراج" محض ایک خواب کا واقعہ نہیں بلکہ آپ ﷺ کو بیداری کی حالت میں جسمانی طور پر معراج کرائی گئی۔ مذکورہ بالا دلائل کو

مد نظر رکھنے کے بعد دونوں مصنفین نے واقعہ معراج کے خواب ہونے کی کوئی ایک دلیل بھی ذکر نہ کی ہے جس سے ان کے اس دعویٰ کو تقویت مل جاتی ہے۔

معراج کی احادیث میں تعارض کی توجیہہ

واٹ اور سپنسر نے اس حوالے سے بعض ایسی روایات کی نشاندہی کی ہے جن میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس اختلاف کے بارے میں علماء نے خود تصریح فرمادی ہے اور جو حدیث زیادہ صحیح اور قوی تھی اسکو ترجیح دے کر نسبتاََ ضعیف روایات کو ساقط الاعتبار قرار دے دیا ہے۔ تضاد تو وہ ممتنع ہوتا ہے جب دونوں روایات ایک ہی پایہ کی ہوں، کسی کو کسی پر ترجیح بھی نہ دی جاسکتی ہو اور دونوں کو یکجا بھی نہ کیا جاسکتا ہو۔

واقعہ معراج کے خلاف عقل ہونے کے بارے میں دلائل

منٹگمری واٹ اور سپنسر نے معجزہ کا انکار فقط اس لیے کیا ہے کہ یہ خلاف عقل ہے حالانکہ معجزہ تو مدعی نبوت کی سچائی کو ثابت کرنے لیے ایسے امر کا ظہور پذیر ہونا ہوتا ہے جو کہ خلاف عقل ہو نہ یہ کہ وہ قوانین فطرت کے خلاف ہو۔ ہماری عقل کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ معجزہ کو محض اس وجہ سے رد کرنا کہ یہ خلاف عقل ہے سب سے بڑی نادانی ہے لیکن معجزہ کا ظہور نبی یا رسول کی قدرت و طاقت کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ نبی کے ہاتھ پر اللہ کی قدرت و طاقت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں کہ "جس "عادت جاریہ" کو لوگ "قانون فطرت" سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس قانون کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ در حقیقت اسکا پابند نہیں ہے۔ وہ جب اور جہاں چاہے اس عادت کو بدل کر جو غیر معمولی کام بھی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اسکے لیے یہ کوئی بڑا کام نہیں ہے۔"[30] مولانا مودودی اس گتھی کو مزید سلجھاتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ "اسی کو ہر وقت اختیار حاصل ہے کہ اشیاء کی شکلوں اور واقعات کی عادی رفتار میں جزوی طور پر یا کلی طور پر جیسا چاہے اور جب چاہے تغیر کر دے۔"[31]

واقعہ معراج کے حوالے سے ہو مستند ترین روایت امام مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔اور جسکی سند کو علماء کرام نے اجود اور احسن قرار دیا ہے۔واقعہ معراج کہ پوری تفصیل اس حدیث میں موجود ہے۔حضرت انس بن مالکؓ(612-709ء)بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس براق لایا گیا وہ ایک لمبے قد اور سفید رنگ کا چوپایہ تھا گدھے سے بڑا اور خچر سے کم تھا۔اسکا قدم نظر کی انتہا پر پڑتا تھا میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا اور جس جگہ انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھتے ہیں وہاں میں نے اسے باندھ دیا، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر باہر آگیا جبرائیل میرے پاس ایک برتن میں شراب اور دوسرے برتن میں دودھ لیکر آئے میں نے دودھ لے لیا جبرائیل نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔پھر مجھے آسمان پر لے جایا گیا اور جبرائیلؑ نے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا تم کون ہو کہا جبرائیل! پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں انھیں بلایا گیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا پھر ہمارے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور میری حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعا دی پھر ہمیں دوسرے آسمان پر لے جایا گیا اور جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی تم کون ہو؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہاں ہاں انھیں بلایا گیا حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر ہمارے لیے دوسرے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام دو خالہ زاد بھائیوں سے میری ملاقات ہوئی دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعا دی پھر ہمیں تیسرے آسمان پر لے جایا گیا جبریلؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی تم کون ہو؟ کہا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں انکو بلایا گیا ہے حضور نے فرمایا پھر ہمارے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور میری یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام حسن کا آدھا حصہ عطا فرمایا ہے انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعا دی پھر ہمیں چوتھے آسمان پر لے جایا گیا جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبریلؑ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں انکو بلایا گیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور میری حضرت ادریس سے ملاقات ہوئی جنھوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعا دی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس

کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ "ہم نے انکو بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے" پھر ہم کو پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا جبرائیلؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون؟ کہا جبریل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انکو بلایا گیا ہے؟ کہاں ہاں انکو بلایا گیا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جنہوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعا دی پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبریل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہاہاں انھیں بلایا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت موسیٰؑ سے میری ملاقات ہوئی انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے دعا دی پھر ہم کو ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے؟ کہا جبریل پوچھ تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ پوچھا کیا انھیں بلایا گیا؟ کہاں ہاں انکو بلایا گیا ہے پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی جو کہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور اس بیت المعمور میں ستر ہزار ملائکہ ہر روز آتے ہیں اور جو فرشتہ ایک بار آجائے اس دوبارہ موقعہ نہیں ملتا اور پھر مجھے سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا جسکے پتے ہاتھ کے کانوں کے برابر اور پھل مٹکوں کے برابر تھے اور وہ درخت اللہ کے حکم سے اسقدر حسین ہو گیا کہ کوئی بھی انسان اسکی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو چاہا مجھ پر وحی کی اور مجھ پر ایک دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کیں جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا ہر دن رات میں پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف کا سوال کیجیے کیونکہ آپ ﷺ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی میں اس آزمائش میں پڑ کر بنی اسرائیل کا تجربہ کر چکا ہوں۔ میں اپنے رب کے پاس لوٹا اور کہا اے میرے رب میری امت پر تخفیف کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کیں۔ میں موسیٰؑ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ کی امت اتنی نمازیں نہ پڑھ سکے گی جا کر تخفیف کا سوال کیجیے۔ رسول ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے پاس جاتا وہ پانچ معاف کر دیتا اور موسیٰؑ مجھے تخفیف کے لیے پھر اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دیتے یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ یہ پانچ نمازیں ہیں دن اور رات کی۔ اور ہر نماز کا دس گناہ اجر ہو گا۔ پس یہ پچاس نمازیں ہو جائیں گی۔ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے تو اس کے لیے دس نیکیوں کا ثواب ہو گا اور جو شخص برے کام کا قصد کرے اور وہ برا کام نہ کرے تو اسکا نامہ عمال میں کچھ نہیں لکھا جائے گا اور اگر وہ برا کام کرے گا تو اسکی ایک برائی لکھی جائے گی۔ رسول ﷺ نے فرمایا پھر میں واپس حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان کو ان احکام کی خبر دی۔ انہوں نے پھر کہا اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف کا سوال کیجیے۔ رسول ﷺ نے فرمایا میں نے کہا میں نے بار بار اپنے رب سے درخواست کی ہے اب مجھے حیا آتی ہے۔[32]

اس حدیث کی سند پر تبصرہ کرتے ہوئے قاضی عیاض مالکی اندلسی یوں رقمطراز ہیں کہ "حضرت انسؓ سے جتنے راویوں نے یہ حدیث روایت کی ہے ان میں سے صحیح ترین وہ حدیث ہے جو ثابت البنانی کے واسطہ سے مروی ہے۔"[33] اور "وہ حدیث جو حضرت ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے وہ سب سے زیادہ محفوظ اور اعلیٰ پایہ کی ہے۔"[34] حافظ جلال الدین سیوطیؒ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: "اکثر علماء کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ شب معراج نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں کے ساتھ دیکھا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس وغیرہ کی حدیث میں ہے اور اس چیز کا اثبات رسول ﷺ سے سماع کے بغیر ممکن نہیں۔"[35]

حضرت عیسیٰؑ سے منسوب ان معجزات کو کہ جنکا عیسائیت بذات خود پرچار کرتی ہے۔ جناب عیسیٰؑ کی حیات طیبہ سے علیحدہ کر دیا جائے تو عیسائیت کا وجود ہی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ معجزات کا ظہور اگر جناب عیسیٰؑ بن مریم کے دست حق پرست پر ہو تو عیسائی بلا چوں چرا اں تسلیم کر لیں لیکن جب معجزات کا ظہور اس ذات اقدس سے ہو کہ جس کو خالق کائنات نے سراپا معجزہ بنا دیا ہو تو انکو خلاف عقل قرار دیکر رد کر دیا جائے۔

جہاں تک جنابِ رسالتماب ﷺ کے معجزہ معراج سے متعلق منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپنسر افکار کا تعلق ہے تو مذکورہ بالا دونوں مستشرقین کے افکار پڑھنے کے بعد یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ دونوں مستشرقین نے اپنے پیشرو مستشرقین کی اقتداء کرتے ہوئے تحقیقی اسلوب و منہج کو ایک طرف رکھتے ہوئے فقط تنقیدی پہلو کو مد نظر رکھا ہے اور

آنجناب ﷺ کی سیرت طیبہ کے اس اہم پہلو کو داغدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ منٹگمری واٹ نے تو بغیر کسی تحقیق و ثبوت کے جہاں بھی جناب رسالتماب ﷺ کے معجزاتی پہلوؤں کا تذکرہ کیا ہے ساتھ ہی یہ ذکر کر دیا ہے کہ یہ محض افسانوی کہانیاں ہیں جن کو گھڑ لیا گیا ہے اور انکی کوئی اصل اور کوئی ثبوت نہیں ہے۔ رابرٹ سپنسر تو منٹگمری واٹ سے بھی دو قدم آگے نکل گئے اور آنجناب ﷺ کی سیرت طیبہ کو داغدار کرنے کی کوشش کی ہے۔

مذکورہ بالا محققین کے افکار و نظریات کو پڑھنے کے بعد جو نمایاں پہلو سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ معراج النبی ﷺ پر اعتراضات کر کے در حقیقت قرآن و حدیث کی صحت کے بارے لوگوں کو وہم و گماں میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جسطرح بھی ممکن ہو جناب پیغمبر اعظم ﷺ کی کردار کشی کرنا چاہتے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کا وجود:

مسجد اقصیٰ کا وجود قرآن مجید سے ثابت ہے۔ محدثین کی صحیح روایات کے مطابق یہ یروشلم میں واقع ہے۔ جہاں تک اس کے منہدم ہونے اور معراج النبی ﷺ کے وقت موجود نہ ہونے کا تعلق ہے، اس کے متعلق مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے بڑی تحقیق سے بیت المقدس کی پوری تاریخ لکھی ہے اور حاشیہ پر یہ لکھا ہے" :مسجد اقصیٰ ، بیت المقدس۔ یہ انبیاء سابقین کا قبلہ ہے۔ یہ مسجد جس کو اہل کتاب ہیکل کہتے ہیں، ملک فلسطین کے شہر یروشلم میں حضرت سلیمان نے حضرت موسیٰ سے تخمیناً پانچ سو برس بعد تعمیر کی تھی، اس پر بنی اسرائیل کی شرارت اور بدکاری سے کئی بار صدمے آئے۔ گرائی گئی اور پھر بنی۔ آنحضرتؐ کے عہد میں شہزادہ روم طیطس (Titus) کی گرائی ہوئی مسجد کا ایک ڈھیر پڑا تھا۔ مسجد اسی کا نام ہے نہ عمارت کا۔ کیونکہ عمارت بدلتی رہتی ہے مسجد نہیں بدلتی، مگر اس کے پاس عیسائیوں نے مذہبی عمارت تعمیر کر رکھی تھی۔ اس زمانہ میں اس کو بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کہتے تھے جس کے نشان آنحضرت ﷺ نے قریش کے پوچھنے پر بتائے۔"[36]

کیفیت معراج

معراج و اسراء کے جسمانی یا روحانی ہونے کے بارے میں اس میں اہل علم میں بہت اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر نے جسمانی اور بیداری کی حالت میں معراج ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ جمہور علماء، محدثین اور مفسرین کے نزدیک آپ ﷺ کو عالم بیداری میں جسم اور روح کیساتھ ملکوت السمٰوٰت والارض کی سیر کرائی گئی اور قدرت خداوندی کی آیات بیّنات کے مشاہدہ کی سعادت عطا فرمائی۔ قاضی عیاض مالکی اندلسی (1083-1149) رقمطراز ہیں "سلف صالحین اور امت مسلمہ کی غالب اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اسراء جسم مبارک کیساتھ حالت بیداری میں ہوا اور یہی قول حق ہے۔[37] جمہور علماء، فقہاء، متکلمین اور محدثین کی رائے ہے کہ واقعہ معراج اول سے اخیر تک جسمانی اور حالت بیداری میں پیش آیا ہے۔[38] مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری نے اپنی کتاب "فہرست کی شکل میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قرآن عزیز اور احادیث صحیحہ بغیر کی تاویل کے بصراحت یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اسراء اور معراج کا واقعہ بجسد عنصری اور بحالت بیداری پیش آیا ہے۔[39] مولانا ابوالاعلیٰ مودودی بھی معراج نبوی جسد عنصری کا سفر قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" میں واقعہ معراج کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ: "سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی سے بیان کی ابتدا کرنا خود بتا رہا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا خارقِ عادت واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے رونما ہوا۔ ظاہر ہے کہ خواب میں کسی شخص کا اس طرح کی چیزیں دیکھ لینا، یا کشف کے طور پر دیکھنا یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اسے بیان کرنے کے لئے اس تمہید کی ضرورت ہو کہ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو یہ خواب دیکھایا یا کشف میں یہ کچھ دکھایا۔[40] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: "آنحضرت ﷺ مسجد اقصیٰ رات کو تشریف لے گئے پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا، گئے، یہ سب کچھ عالم بیداری میں جسدِ اطہر کے ساتھ واقعہ ہوا۔"[41] مولانا دریا آبادی فرماتے ہیں:" کیسے غضب کی بات ہے تم نبی ﷺ سے نزاع اس چیز میں کر رہے ہوں جو اس کی سنی ہوئی یا خیال و گمان کی ہوئی نہیں۔ خوب اچھی طرح دیکھی بھالی، جانچی پڑتالی ہوئی اور تخیلات و معقولات و مسموعات کے عالم سے کہیں گزر کر اس کے لیے دائرہ مشاہدات میں آچکی ہیں۔"[42] علماء نے اصول حدیث اور سند حدیث کے اعتبار سے ایسی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں اس واقعہ کو خواب یا روحانی معراج گردانا گیا۔

قرآن و حدیث میں غور کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کے جسمانی معراج کے کئی دلائل ہیں۔ سورہ اسراء کے شروع میں لفظ "سبحان" میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت اس سفر مع جسد اطہر کو ظہور میں لانے سے قاصر نہیں ہے۔ اگر یہ محض خواب کی بات ہوتی تو اس لفظ کے استعمال کی ضرورت ہی نہ تھی۔ پھر عبد کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرتؐ جسم کے ساتھ تشریف لے گئے کیونکہ روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام "عبد" ہے اور لسان العرب میں عبد کے متعلق" الانسان " لکھا ہے۔[43] واقعہ معراج خواب ہوتا تو کفار کو تکذیب کی ضرورت ہی نہ تھی۔ آنحضرت ﷺ نے بیداری میں اس کا پیش آنا بیان فرمایا تو کفار نے جھٹلایا۔ مغربی علماء نے خود بھی واٹ اور سپنسر جیسے مستشرقین کی آراء کی نفی کی ہے۔ ہیلن برینڈ کہتا ہے کہ اسلام میں مسجد کے لیے چھت، حجم، دیواروں اور دوسری ضروری چیزوں کی ضرورت نہ ہے۔[44] بوس ہربرٹ(Busse Herbert) کے بقول قرآنِ کی آیت 17:1 سے مراد اسلامی یروشلم ہی ہے۔[45] کئی مستشرقین نے آپ ﷺ کے دور میں مسجدِ اقصیٰ کے وجود کا اقرار بھی کیا ہے جیسا کہ ڈاکٹر ہاشم فتحی(Dr. Haithem Fathi، پیدائش 1971) لکھتے ہیں کہ تاریخ کے مطالعے سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ مسجد الاقصی کے کئی دروازے تھے اور ان میں سے کئی آپ کے دور میں موجود تھے۔[46]

خلاصہ

جب ان اعتراضات کا تحقیقی جائزہ لیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اہل مغرب خصوصا منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپنسر اسلامی اصطلاحات سے عدم واقفیت کی بنا پر شکوک وشبہات کا شکار ہوئے ہیں۔ اوران کے تمام اعتراضات بالکل سرسری اور سطحی قسم کے ہیں۔ یہ مسجد مسلمانوں کی عبادت کی جگہ ہے۔ اہل زبان اور مسلم اسکالرز کے نزدیک مسجد ہر وہ جگہ کہلاتی ہے جہاں مسلمان سجدہ ریز ہوں دیگر مذاہب کے برعکس مسلمانوں کے لئے توپورے کرۂ ارض کو مسجد اور پاک قرار دیا گیا ہے پھر بعض مستشرقین بھی واقعہ معراج کی حقیقت کو بالکل درست تسلیم کرتے تھے اور انھیں مسجد اقصی کی مخصوص عمارت نہ ہونے پر بھی کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ تھا۔ اگرچہ زیرِ بحث دونوں مستشرقین سفر معراج پر مختلف قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر سفر معراج اور سفر بیت المقدس سے انحراف ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ اسلامی، قرآنی اور عربی اصطلاحات سے عدم واقفیت کی بنا پر شکوک وشبہات کا شکار

ہوئے حقیقت یہی ہے کہ واقعہ معراج مبنی بر حقیقت ہے جس کی تفصیل قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔
مستشرقین کی طرف سے مسجد اقصی کے وجود کو چیلنج کرنے کی کوشش سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی ایک ایسی مسجد کے تصور کو سمجھنے کے قابل نہیں ہیں جو مادی تعمیر کو اپنے عناصر میں نہیں لاتا ہے۔[47]

1Frederick Stephen Colby, Narrating Muhammad's Night Journey: Tracing the Development of Ibn Abbas Ascension Discourse) US: State University of New York, 2008), 17.
2 Schrieke, "Die Himmelsreise Muhammeds" Der Islam 6 (1916): 1-30.
3 Horowitz, "Muhammeds Himmelfahrt" Der Islam 9 (1919): 159 – 183.
4 Sam Shamoun, "Muhammad's Alleged Night Journey to the Jeruslem Temple," last modified May 15, 2010, www.answering .islam.org.
5 Shamoun, "Muhammad."
6 Shamoun, "Muhammad."
7 Shamoun, "Muhammad."
8 Dunail Pipes, "The Muslim claim to Jeruslem" Middle East Quarterly Viii, no.4 (2001):50.
9 Dr. William Montgomery Watt is a famous Scottish Orientalist and Islamic Scholar. He was born in 1909. He got his higher education from Edinburgh and Oxford Universities. The last Orientalist died in 2006. He wrote many books and articles on Islam, Quran and life of the Prophet Muhammad. He also wrote a commentary of the Quran "Companion to the Quran" along with his other books on the Quran.
10 Robert Spencer is an American anti-Islamic writer. He was born in 1962 and has a background in Catholic Christianity. He got his master's degree from University of Chapal Hill. He is a Director of the website Jihad Watch. He has published more than twenty books on Islam, Quran and other themes. His two books have been the New York Times best seller books. He also wrote a Quran commentary, "Blogging the Quran". His has planned to publish his new Quran commentary, "The Critical Quran: The key Islamic commentary and Contemporary Historical Research" in November 2021
11 William Montgomery Watt, Companion to the Quran: Based on The Arberry Translation (London: George Allon & Unwin Ltd., 1969), 134.
12 Watt, Companion, 134.
13 Robert Spencer, Blogging the Quran, 83-84, accessed November 4, 2013. http://www.jihadwatch.org. ; Robert Spencer, The Truth About Muhammad: Founder of the World's Most Intolerant Religion (Washington: Regnery Publishing, 2007), 87.
14 Muḥammad ibn 'Abd al-Bāqī al-Azhari al-Zurqānī al-Maliki ,Sharh al-Mawāhib al-Ladunniyyah(Cairo:Matbah al-Azharia,1327),1:307-308.

15 Abu al-Fiḍā ʻImād Ad-Din Ismāʻīl ibn ʻUmar ibn Kathīr, Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm (Beirut:Darul Marifa,1980),3:22.
16 Sayyid Sulaimān Nadwī, Sirat-un-Nabi (Delhi:Darul musanefeen,2003), 3:289.
17Al- Isrâ 17:1.
18 An-Najm 53:1-10.
19 Mark 16:19.
20 Luke 50:24-51.
21 Ibn al-'Arabi ,Ahkam al-Quran(Beirut: Dar al-fikr,2003),15:1195.
22 Sayyid Muḥammad Anwar Shāh ibn Muʻaẓẓam Shāh al-Kashmīrī, Fayz al-Barii (Cairo:Hijazi ,1938),2:405.
23 Abd al-Haqq al-Dehlawi , Ashatul Lam'at (Dehli: Nolakshoor,1936), 4:431.
24 Jalal al-Din al-Suyuti, Dur al-Manthur(Beirut: Dar al-fikr,2003),5:227.
25 al-Suyuti, Dur al-Manthur,5:227.
26 Abu Ja'far Muhammad bin Jarir al-Tabari , Tarikh al-Umam wal Muluk (Beirut : Dar al-fikr,1968),2 :172.
27 Abu 'Abdullah Muhammad ibn Ahmad al-Qurtubi, al-Jam' li-'Akam (Beirut: Dar al-fikr,1415 AH),10:189.
28 Abū al-Thanā' Shihāb ad-Dīn Sayyid Maḥmūd ibn ʻAbd Allāh al-Ḥusaynī al-Ālūsī , Ar-Rūh al-Ma'ānī fī Tafsīri-l-Qur'āni-l-'Aẓīm wa Sab'u-l-Mathānī (Beirut: Dar al-fikr,1417 AH),15:10-11.
29 Abū Zakariyyā Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī, Al Minhaj bi Sharh Sahih Muslim (Beirut: Dar al-Fikr, 1401 AH),1:935 -939.
30 Abul Alā Al-Mawdūdī, Seerat-e-Sarwar-e-Aalam (Lahore: Idara Tarjaman ul Quran,2009), 1:383.
31 Al-Mawdūdī, Seerat-e-Sarwar-e-Aalam, 1:383.
32 Abū al-Ḥusayn ʻAsākir ad-Dīn Muslim ibn al-Ḥajjāj ibn an-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim(Beirut: Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi,n.d), 1:19.
33 Abu al-Fadl ʻIyad ibn Amr ibn Musa ibn ʻIyad ,Al-Shifa bi Ta'rif Huquq al-Mustafa(Beirut: Dar Al-Kitab Al-Arabi, Sunnah), 1:235.
34 ibn ʻIyad ,Al-Shifa,1:235.
35 Imam Jalal al-Din al-Suyuti ,Ad-Dibaj ala's Sahihi Muslim ibn al-Hajjaj(Karachi: Adarat-ul-Quran, 1412 AH), 1:247.
36 Abdul Haq Haqani ,Tafseer Fathul Mannan Al-Mashhorba Tafseer Haqqani (Delhi: Aitqad Publishing, n.d),4: 45.
37 ibn ʻIyad ,Al-Shifa,1:246.
38 Mufti Abdul Jabbar and Prof. Dr. Ghulam Muhammad Jafar, “ Sir Syed Ahmad Khan's Concept of the Ascension and Isra Miracle of Hazrat Muhammad's,” Rahat-ul-Qulub 2 no. 1(2018): 158.

39 Hifzur Rahman Seoharwi, Qasas al-Quran (Lahore: Al-Mizan Publishers and Merchants, 2011), 4:461.
Quran(Lahore:Idara Tarjaman ul-ul-Mawdūdī, Tafhim-Abul Alā Al 40 Quran),2:589.
41 Shāh Walīullāh Dehlawī , Hujjat Allah al-Balighah (Lahore:Sheikh Ghulam Ali and Sons,n.d),2:200.
aj Maulana Abdul Majid Daryabadi, Tafseer e Majidi(Lahore:T 42 Company Limited,n.d),1052.
43 Ibn ManzōrAfrīqī, Lisan Al -Arrb (Beruit: Dar Beruit, 1413AH), 12:34.
Ibn ManzōrAfrīqī, Lisan Al -Arrb (Beruit: Dar Beruit, 1413H), 12:34.
44 RobertHillenbrand,Islamic Architecture: Form Function and Meaning (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1994), 48.
45 Busse Herbert, Jerusalem in Story of Muhammad Night Journey and Ascension (Jerusalem: Studies in Arabia and Islam, 1991), 14.
46 Dr. HaithemFathi, Al Ratrout, The Architectural Development of al Aqsa Mosque in the early Islamic period (UK: Al Maktoum Institute Academic Press, 2004), 64.
47 Mohd Roslan Mohd Nor, “Orientalists' View On The Night Journey: An Analysis”, Journal Of Islamic Jerusalem Studies 11 (Summer 2011): 71.